تمہیدِ ایمان

بآیاتِ قرآن

١٣٢٦ھ

تصنیف

امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ





تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن

مؤلف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان

قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مرکزی مجلس رضا، لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

﴿سلسلہ اشاعت نمبر 1﴾

نام کتاب	———	تمہید ایمان بآیات قرآن
مؤلف	———	اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
صفحات	———	۶۴
کمپوزنگ	———	**ورڈز میکر**
تاریخ اشاعت	———	صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۳ء
ناشر	———	مرکزی مجلس رضا لاہور
تعداد	———	دو ہزار
قیمت	———	روپے

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

پیارا مسلمانو سنو پیارے مصطفیٰ پیارے کے نام پر قربان ہونا ہی پیارے محبوب کی عزت ہے

ذرا اس مقدمہ کتاب مستطاب

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۱۳۲۴ھ

مسمّٰی بنام تاریخی

تمہید ایمان بآیات قرآن

۱۳۲۶ھ

کو ملاحظہ کرو

جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی ہیں پیارے بھائیو اسکے دیکھے سے سچا حقیقی ایمان نظر آتا ہے مسلمان کا ایمان ترقی و نور و قوت پاتا ہے ایک نظر دیکھ تو دیکھو

ذرا اس

خلاصہ فوائد فتاویٰ

۱۳۲۴ھ

پر نظر فرماؤ

مبارک فتوے کہ علمائے حرمین شریفین نے لکھے ان سب کی فرصت نہ ہو تو یہ چند ورق کا خلاصہ ہی دیکھو کہ حق واضح ہو

دیکھو اللہ و رسول تمہیں اپنی طرف بلاتے ہیں

مصنفہ اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا الحاج احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی

بار دوم ... ہزار جلد — قیمت فی جلد ...

تمہید ایمان کے اُس نسخے کا ٹائیٹل جس کے مطابق موجودہ اشاعت کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِالتَّبْجِیْلِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

مسلمان بھائیوں سی عاجزانہ دستبستہ عرض

پیارے بھائیو السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیآت کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت دلمیں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے آمین یا ارحم الرحمین

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ ای نبی بیشک ہمنے تمیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سُناتا۔ تاکہ ای لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو

آیت اولیٰ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مراد ایمان ہے

تمہید ایمان کے اُس نسخے کا پہلا صفحہ جس کے مطابق موجودہ اشاعت کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِالتَّبْجِیْلِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْل

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

پیارے بھائیو! اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔
اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیات کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝[1]

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو" (الفتح ۸تا۹)

---

[1] آیت اولیٰ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مراد ایمان ہے۔۱۲

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اوّل یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ایمان لائیں۔

دوئم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔

سوئم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے پھر جب تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے، سب بے کار ومردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر وعبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں، اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان ۲۳)

جو کچھ اعمال انہوں نے کیے، ہم نے سب برباد کر دیئے۔

ایسوں ہی کو فرماتا ہے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (الغاشیہ ۳،۴)

"کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى'

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان ومدارِ نجات ومدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی!

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝[۲]

"تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا" (پارہ ۱۰، توبہ ۲۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ ورسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اللہ تعالیٰ اُسے اپنی طرف راہ نہ دے گا، اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہئے، وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔

[۲] آیت ۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ، اولاد اور سارے جہان سے زائد ہونی شرطِ نجات ہے۔ ۱۲

تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ

(رواہ البخاری و مسلم عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی صحیحیہما)

تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ حدیث بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان ومدارِ نجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○[٣]

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (پارہ ۲۰، العنکبوت ۱ تا ۲)

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے

---

[٣] نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کا زبانی ادعا کافی نہیں بلکہ امتحان ہوگا۔ ۱۲

مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی وواقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں۔ ابھی قرآن وحدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں (۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور (۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاذ، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا۔ جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا اس کے جُبّے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ کیا عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام علم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اُسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے

بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کرسکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو' کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا؟ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو' للہ اپنے حال پر رحم کرو اپنے رب کی بات سنو' دیکھو وہ کیوں کر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے' دیکھو:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝[1]

"تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اگرچہ اپنا باپ ہو جو اُس سے محبت رکھے مسلمان نہیں۔۱۲

کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے"۔ (پارہ ۲۸، المجادلۃ ۲۲)

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے' مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا' جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ بیٹے' بھائی' عزیز سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ ورسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔[1]

۱- اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کردے گا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ حُسنِ خاتمہ کی بشارت جلیلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا نہیں مٹتا۔
۲- اللہ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔
۳- تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔
۴- تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے' خدا والے ہو جاؤ گے۔
۵- منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید وخیال وگمان سے کروروں درجے افزوں۔

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ سے اگرچہ اپنا باپ ہو جو یک لخت علاقہ توڑ دے اس کے لئے قرآن مجید نے سات فائدے بتائے۔۱۲

۶- سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

۷- یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی، بندے کے لئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اُس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کرور جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو واللہ کہ مفت پائیں، پھر زید و عمرو سے علاقۂ تعظیم و محبت یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے، جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن عظیم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کے لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں وہ عذاب بھی سن لیجیے:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

''اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں''۔ (التوبہ ۲۳)

اور فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الٰی

[1] آیت ۵ تا ۹ جو اُن کے گستاخ سے اگرچہ اپنا باپ ہو علاقہ رکھے اس پر قرآنِ مجید کے سات تازیانے۔

قولہٖ تعالیٰ) تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ (الٰی قولہٖ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(سورۃ الممتحنۃ آیۃ ۱-۳)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے، قیامت کے دن تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

(الممتحنۃ ۱ تا ۳)

اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

''اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (المائدہ ۵۱)

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہی فرمایا تھا، اس آیت کریمہ نے بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی ان ہی میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی۔ یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر

سب کو خوب جانتا ہوں۔ اب وہ رسی بھی سن لیجیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (سورۃ التوبۃ آیۃ ۶۱)

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

...........اور فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ○ (احزاب ۵۷)

’بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایذا سے پاک ہے اُسے کون ایذا دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔

۱-وہ ظالم ہے ۲-گمراہ ہے ۳-کافر ہے ۴-اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ۵-وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا ۶-اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی ۷-اُس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

اے مسلمان اے مسلمان! اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدارا ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ علاقہ کر

دینے پر ملتے ہیں کہ (۱) دل میں ایمان جم جائے (۲) اللہ مددگار ہو (۳) جنت مقام ہو (۴) اللہ والوں میں شمار ہو (۵) مرادیں ملیں (۶) خدا تجھ سے راضی ہو (۷) تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ (۱) ظالم (۲) گمراہ (۳) کافر (۴) جہنمی ہو (۵) آخرت میں خوار ہو (۶) خدا کو ایذا دے (۷) خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات[1] کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ (العنکبوت:۱-۲)

کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔ الخ

ہاں یہی امتحان کا وقت ہے!

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے، اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اُس کی رحمت کے

[1] افسوس ہائے افسوس۔۱۲

کہیں نباہ نہیں، دیکھو اور گناہ تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو مگر ایمان نہیں جاتا' عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت' حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے اُن کی عظمت ان کی محبت مدارِ ایمان ہے۔ قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابدالآباد تک کبھی کسی طرح ہرگز اصلاً عذابِ شدید سے رہائی نہ ہو گی۔ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبار و عذابِ نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔ للّٰہ للّٰہ ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب این و آں سے نظر اُٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت، بلند عزت، رفیع وجاہت جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم، ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بنا رکھی اسے دل میں جما کر انصاف و ایمان سے کہو کیا جس نے کہا کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے؟ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو خود اس بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر دیکھو! تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی؟ اور اگر وہ اپنی

بات پالنے کو اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا تو اسے چھوڑیئے اور کسی معظم سے کہہ دیکھیے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچہری میں جا کر آپ کسی حاکم کو ان ہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں، ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا، تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور کہا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہوا اور اُس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔

مسلمانو کیا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ تعالیٰ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو! اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یوں کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور یہ اس سے ایسے محروم کہ اُن کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ۔

مسلمانو! کیا خدا و رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔ کیا جس

نے کہا: ''بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے'' کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔

مسلمان! مسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک ملعون گالی کے صریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گزر سکتا ہے؟ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل میں ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی اُن کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود ان ہی بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں، پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سور کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو، گدھے، کتے، سور کے ہمسرو! دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسرِ شان ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گزری ہے؟ کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حاش للہ! حاش للہ! کیا جس نے کہا: ''کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے، پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب

ہو سکتا ہے؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے[۱] انتہیٰ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا، کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کا صراحۃً رد و ابطال نہ کر دیا، دیکھو:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○

اے نبی! اللہ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (النساء۱۱۳)

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و مدائح میں شمار فرمایا اور فرماتا ہے:

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ (سورۃ یوسف آیۃ ۶۸)

''اور بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ (سورۃ الذاریات آیۃ: ۲۸)

ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم والے لڑکے اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی۔

اور فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (الکھف ۶۵)

ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔

وغیرہا آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

---

۱ حفظ الایمان

والثناء میں گنا۔ اب زید کی جگہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک لیجیے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم، جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اس بدگوئے مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تقریر کس طرح کلام اللہ تعالیٰ کا رد کر رہی ہے یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقول خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیاء کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم کہا جائے پھر اگر خدا اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالات نبویہ میں شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں، اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے انتہیٰ۔

پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اس کی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ ان کے رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل ومردود کر دیا۔

مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان واسلام وانسانیت سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے، باطل بتائے، پسِ پشت ڈالے، زیر پا ملے بلکہ جو

یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس گالی پر جرأت کر سکے گا مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم، فاضل، مولوی، ملا، چنیں، چناں، فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے؟ اور حیوانات وبہائم مثلاً کتے سور کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔ ان مناصب کے باعث آپ کے اتباع واذناب[1] آپ کی تعظیم وتکریم وتوقیر کیوں کرتے، دست وپا پر بوسہ دیتے ہیں اور جانوروں مثلاً الو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا اس کی وجہ کیا ہے؟ کل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو الو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہے تو چاہئے کہ ان سب کو عالم وفاضل وچنیں وچناں کہا جائے پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ فقط

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہ تعالیٰ صاف کھل جائے گا اور ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان کے رب عَزَّ وَجَلَّ کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا رد وباطل کر دیا۔ مسلمانو! خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ

آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ o (اعراف ۱۷۹)

اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا o اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ط اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا o (سورۃ الفرقان: ۴۳، ۴۴)

کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لوگے۔ یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں سے بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

ان بدگویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھئے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کے برابر ہے؟ ظاہراً اس کا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابری کر دی، آپ تو دو پائے ہیں برابری مانتے کیا مشکل ہے، تو یوں پوچھئے تمہارے استادوں، پیروں، ملاؤں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ

ہو یا سب ایک برابر ہوا آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپائیوں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں، جب تو ان کی شاگردی کی اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَالْعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o (القلم آیہ ۳۳)

مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیاء کرام وحضور پرنور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالۃً بالقصد رب العزت عَزَّ وَجَلَالُہٗ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔

خدارا انصاف، کیا جس نے کہا کہ "میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں"۔ یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ اگرچہ اس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے۔ جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر طعن وتضلیل نہیں کر سکتا یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے، کسی نے نیچے ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا لہٰذا ایسے تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہئے یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا، معنی

گنہگار بھی نہ کہو' کیا جس نے یہ سب تو اس مکذبِ خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا' کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟

مسلمانو! خدارا انصاف' ایمان نام کاہے کا تھا؟ تصدیق الٰہی کا' تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے' تکذیب' تکذیب کے معنی کیا ہیں؟ کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ ان میں تو کوئی صاف اپنے معبود کو جھوٹا نہیں بتاتا۔ ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا' اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا' اس سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔

غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دیں ہیں' اب یہی وقت امتحان الٰہی ہے' واحد قہار جبار عز جلالہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں پیش نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بدگویوں سے نفرت بھر دے گا ہرگز اللہ و محمد رسول اللہ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دے گا' تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی پچ کرو' اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گڑھو۔

للہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں' باپ' استاذ' پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے یا اس کے بکنے سے لاپروائی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت' انسانی حمیت' ماں باپ کی عزت' حرمت' عظمت' محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے' اس کے سائے سے دور بھاگو گے' اس کا نام سن کر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بناوٹیں گڑھے' اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے' پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلے میں' اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے' ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے تو واجب واجب واجب' لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان کے بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔

یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے ان سات نعمتوں کی بشارت ہے۔ مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی اِن آیات اور اس بیان شافی واضح البینات کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عَزَّ وَجَلَّ نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ السلام سے نقل فرمائے۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ

قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (اِلٰی قولہٖ تعالیٰ) اور فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

''بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔ بے شک تمہارے لئے ان میں سے اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔ (ممتحنہ ۴تا۶)

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہوگئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کرلی اور کہہ دیا کہ ہم سے تم سے کچھ علاقہ نہیں، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرمارہے ہیں، مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل وعلا وتبارک وتعالیٰ۔

یہ تو قرآن عظیم کے احکام تھے:

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا اُن پر عمل کی توفیق دے گا۔ مگر یہاں دو

فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں۔ اول بے علم نادان ان کے عذر دو قسم کے ہیں۔

عذر اوّل

فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے، اس کا جواب تو قرآنِ عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عَزَّ وَجَلَّ نے بار بار بتا کر صراحۃً فرمادیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذر دوم

صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیوں کر کافر سمجھیں یا برا جانیں؟ اس کا جواب۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الجاثیۃ:۲۳)

''بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا اور اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔ اور فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الجمعۃ آیۃ ۵)

وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں' کیا بُری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اور فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیۃ ۱۷۵-۱۷۸)

''اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بری کہاوت ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا برا کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے''۔

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں خدا کے اختیار ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے' یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو' جواب ملے گا:

لَيْسَ مَنْ يَعْلَمُ كَمَنْ لَّا يَعْلَمُ ''جاننے والے اور انجان برابر نہیں''۔[1]

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بناء پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے' نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہوا یا شیطان کا؟ اس وقت اس کی تعظیم' نبی کی تعظیم ہوتی۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔

یہ اُس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بد مذہبوں کے علماء' پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اُسے عالمِ دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالمِ دین جان کر اُس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا؟ اُسے تو معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا' جب سے اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑا حضور کا نور کہ پیشانی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رکھا گیا' اسے سجدہ نہ کیا،[2] اس وقت سے لعنت ابدی کا

---

[1] یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس۔ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲ منہ

[2] تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۵۵ زیر قوله تعالىٰ تلك الرسل فضلنا'' إن الملائكة امروا بالسجود لآدم لاجل أن نور محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى جبهة آدم عليه السلام۔ تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۷ سجود الملائكة لآدم انما كان لاجل نور محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الذى فى جبهته دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ ۱۲ منہ

طوق اس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اس کے شاگردانِ رشید اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور استاذی کا بھی۔

بھائیو کرور کرور افسوس ہے اس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین

فرقہ دوم:

معاندین و دشمنانِ دین کو خود انکار ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام وقرآن وخدا اور رسول وایمان کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور براہ اغواو تلبیس وشیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اسلام کسی طرح نہ جائے۔

بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔

مکر اول:

اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

"مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

ترجمہ "جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا جنت میں جائے گا" پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے؟

مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے، جوتیاں مارے، کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یونہی جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیت کریمہ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گزرا، کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا۔ اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے، نیز:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (سورۃ الحجرات: آیت ۱۴)

گنوار بولے ہم ایمان لائے تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔

اور فرماتا ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

(المنافقون آیۃ ۱)

جب منافق تمہارے حضور حاظر ہوتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور خوب اللہ جانتا ہے کہ تم اس

کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے موکد، کیسی کیسی قسموں سے موید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو ''مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' کا یہ مطلب گڑھنا صراحۃً قرآنِ عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت فعل منافیٔ اسلام نہ صادر ہو، بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (سورۃ التوبۃ، آیۃ ۷۴)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

ابن جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی

کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (سورۃ التوبۃ آیۃ ۶۵-۶۶)

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو کہیں گے ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ''وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا وما يدريه بالغيب

''یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

(دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ ''وہ غیب کیا جانیں'' کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ' تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ وقرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو غیب کی بات جاننی شان نبوت ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی پھر اس کی سخت شامت کمال ضلالت کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا[1] محال و ناممکن بتاتا ہے' اُس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے' اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین

ہاں بے خدا کے بتائے کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے اور جمیع معلومات الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء[2] کے خلاف ہے لیکن روز ازل سے روز آخر تک کا مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھویں' کروڑویں حصے برابر تری کو کروڑ ہا کروڑ سمندروں

---

[1] اس نئے شاخسانے کے رد میں بفضلہٖ تعالیٰ چار رسالے ہیں (۱) ازاحۃ جوانح الغیب (۲) الجلاء الکامل (۳) ابرار المجنون (۴) میل الہداۃ' جن میں پہلا ان شاء اللہ تعالیٰ مع ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہٖ تعالیٰ اس کے بعد و باللہ التوفیق ۱۲

[2] اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ الفیوض المکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ میں ملاحظہ ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

سے ہو بلکہ یہ خود علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ ان تمام امور کی تفصیل اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ وغیرہا میں ہے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا' اب بحث سابق کی طرف عود کیجئے۔ اس فرقہ باطلہ کا۔

مکر دوم:

یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ

لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃ۔

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اور حدیث میں ہے جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے' وہ مسلمان ہے۔

مسلمانو! اس مکر خبیث میں ان لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کر کے صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھ دیا یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ لے مسلمان ہے اگرچہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو جھوٹا کہے' محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے کسی صورت کسی طرح ایمان نہیں ٹلتا ؎ چوں وضوئے محکم بی بی تمیز

اولاً اس مکر کا جواب

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتَابِ وَالنَّبِیّٖنَ

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں

پر۔ (البقرہ ۱۷۷)

دیکھو صاف فرمادیا کہ ضروریات دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں، اور فرماتا ہے:

وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَوٰةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝ (سورۃ التوبہ آیۃ ۵۴)

''اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے ناگواری سے۔

دیکھو اُن کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انہیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے، فقط قبلہ کیسا، قبلۂ دل وجاں، کعبۂ دین وایماں، سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جانبِ قبلہ نماز پڑھتے تھے، اور فرماتا ہے:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ (سورۃ التوبہ آیۃ ۱۱-۱۲)

''پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں جاننے والوں کیلئے اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

دیکھو نماز، روزہ، زکوٰۃ والے اگر دین پر طعنہ کریں تو انہیں کفر کا پیشوا، کافروں کا سرغنہ فرمایا کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعنہ نہیں، اس کا بیان بھی سنئے:

تمہارا ربّ عزّ وجلّ فرماتا ہے

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا (سورۃ النساء آیۃ ٤٦)

''کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لئے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت میں حاضر آتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے، آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو رَاعِنَا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا، اور بعض

کہتے ہیں زبان دبا کر رَاعِینَا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلو دار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح وصاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کونہیں پہنچتا بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپایوں سے علم میں ہمسر اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے جھوٹ بولتا ہے جو اُسے جھوٹا بتائے مسلمان سنی صالح ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ثانیاً اس وہم شنیع کو مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا حضرت امام پر سخت افتراء واتہام، امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتاب مطہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاته تعالى فى الازل غير محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة او وقف فيها او شك فيها فهو كافر بالله تعالىٰ

اللہ تعالیٰ کی صفتیں قدیم ہیں نہ تو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔

نیز امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

من قال بأنّ كلام الله تعالىٰ مخلوق فهو كافر بالله العظيم

جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال فخر الاسلام قد صح عن أبى يوسف انه قال ناظرت

أبا حنيفة فى مسئلة خلق القرآن فاتفق رائى ورآيه على ان من قال بخلق القرآن فهو كافر و صح هذا القول ايضًا عن محمد رحمه الله تعالىٰ

امام فخر الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا۔

یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع واتفاق ہے کہ قرآن عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا معتزلہ وکرامیہ وروافض کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے، نفس مسئلہ کا جزئیہ لیجیے امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

ايما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم او عابه أو تنقصه فقد كفر بالله تعالىٰ و بانت منه امراته

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا ہے، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے:

اَجمع المسلمون اَن شاتمہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کافر ومن شك فی عذابہ و کفرہ کفر.

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر و درمختار میں ہے:

واللفظ لہ الکافر بسبّ نبی من الاَنبیاء لاتقبل توبۃ مطلقاً ومن شك فی عذابہ و کفرہ کفر.

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

الحمدللہ! یہ نفسِ مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی المواقف لایکفر اَھل القبلۃ اِلا فیما فیہ اِنکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ اَو المجمع علیہ کاستحلال المحرمات ولا یخفی اَن المراد بقول علمائنا لایجوز تکفیر اَھل القبلۃ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون اَن جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام اغلط فی الوحی فاِن اللّٰہ تعالٰی اَرسلہ اِلی علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وبعضھم قالو اِنہ اِلٰہ واِن صلوا اِلی القبلۃ لیسوا بمومنین وھذا ھو المراد بقولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واَکل ذبیحتنا فذلك مسلم مختصراً.

یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اُس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔

یعنی جب کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ

کرے اسی میں ہے:

اعلم أن المراد بأهل القبلة هم الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله تعالى بالكليات والجزئيات وما أشبه ذلك من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أو نفي الحشر أو نفي علمه سبحانه بالجزئيات لايكون من أهل القبلة وأنّ المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لايكفر مالم يوجد شيء من أمارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته۔

یعنی جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا، اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسئلے ان کی مانند ہیں، تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہل قبلہ سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات مؤجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔

امام اجل سیدی عبدالعزیز بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں:

إن غلافيه (اى فى هواه) حتى وجب إكفاره به لايعتبر

خلافه ووفاقه أيضا لعدم دخوله فى مسمى الأمة المشهود لها بالعصمة وإن صلى الى القبلة واعتقد نفسه مسلما لأن الأمة ليست عبارة عن المصلين إلى القبلة بل عن المومنين وهو كافر وان كان لايدرى انه كافر۔

یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے"

ردالمحتار میں ہے:

لاخلاف فى كفر المخالف فى ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما فى شرح التحرير۔

"یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں فرمایا"

کتب عقائد وفقہ واصول ان تصریحات سے مالامال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بدیہی ہے۔ کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کرلیتا ہو کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہوسکتا ہے حالانکہ

اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے۔ وذٰلك ان الکفر بعضہ اخبث من بعض وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامتِ تکذیبِ خدا ہے اور علامتِ تکذیب عین تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی اور سجدہ میں یہ احتمالِ عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت و مجرا مقصود ہو نہ عبادت اور محض تحیت[1] فی نفسہ کفر نہیں ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۂ سجدہ کرے، گناہ گار ہوگا کافر نہ ہوگا امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکمِ کفر بربنائے شعارِ خاص کفار رکھا ہے بخلاف بدگوئی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی احتمالِ اسلام نہیں۔ اور میں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ ساجدِ صنم کی توبہ باجماعِ امت مقبول ہے مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام وعلامہ مولیٰ خسرو صاحبِ دُرروغرر وعلامہ زین بن نجیم صاحبِ بحرالرائق و اشباہ والنظائر وعلامہ عمر بن نجیم صاحب نہرالفائق وعلامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحب تنویرالابصار وعلامہ خیرالدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ وعلامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر وعلامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحبِ درمختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا: بید ان تحقیق المسالة فی الفتاوی الرضویه۔ اس لئے کہ عدمِ قبولِ توبہ صرف حاکمِ اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ

[1] شرح موقف میں ہے سجوده لها یدل بظاهره انه لیس بمصدق ونحن نحکم بالظاهر فلذا حکمنا بعدم ایمانه لا لان عدم السجود لغیر الله داخل فی حقیقته الایمان حتی لو علم انه علم یسجد لها علی سبیل التعظیم واعتقاد الالهیته بل سجد لها وقلبه مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفره فیما بینه وبین الله وان اجری علیه حکم الکافر فی الظاهر ا ھ ۱۲ منه۔

اگر توبہ صدقِ دل سے ہے تو عنداللہ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنا لیں کہ آخر تو توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں۔ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی ردالمحتار وغیرہ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

تیسرا مکر:

اس فرقۂ بے دین کا تیسرا مکر یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اُس کو کافر نہ کہنا چاہئے۔

اولاً یہ مکر خبیث سب مکروں سے بدتر وضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بت پوجے، سنکھ پھونکے، گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے۔ یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اس کی رو سے سوا ہر یے کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو، تمام کافر مشرک مجوس ہنود نصاریٰ یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول خصوصاً کفار فلاسفہ وآریہ وغیرہم کہ بزعم خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود ونصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت وحشر، حساب وثواب وعذاب وجنت ونار وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً اس کے ردّ میں قرآنِ عظیم کی وہ آیتیں کہ اوپر گزریں کافی وافی ہیں جن

میں باوصف کلمہ گوئی ونماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکمِ تکفیر فرما دیا۔ کہیں ارشاد ہوا ''کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ'' ''وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے''۔ کہیں فرمایا: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ''بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد حالانکہ اس مکرِ خبیث کی بناء پر جب تک ننانوے سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جاتیں، صرف ایک کلمہ پر حکمِ کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرۂ اسلام کو تنگ کر دیا، کلمہ گویوں اہلِ قبلہ کو دھکے دے دے کر صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لَاتَعْتَذِرُوْا عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس ہے خدا نے پیر نیچر یا ندوِیہ لکچر یا ان کے ہم خیال کسی وسیع الاسلام ریفارمر سے مشورہ نہ لیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ۔

رابعاً اس مکر کا جواب:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ آیۃ ۸۵)

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی

زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

کلامِ الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اُس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابد الآباد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنیٰ، ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قرآنِ عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جتنا افتراء اٹھایا، انہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہ فرمایا بلکہ انہوں نے بہ خصلت یہود یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (النساء ۴۶) ''یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں''، تحریف تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنا لیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشاللہ! بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو، سب طیب وطاہر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے! بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو

مرادرکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے
توہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے
کہ مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یعنی غیب کا ہے۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

۱- عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر وشرک ہے

قُلْ لَّایَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

۲- عمرو آپ تو غیب داں نہیں مگر جن علمِ غیب رکھتے ہیں، ان کے بتائے سے
اسے غیب کا علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے

تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی
الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ۔ (سورۃ سبا آیۃ ۱۴)

''جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے
عذاب میں نہ ہوتے''۔

۳- عمرو نجومی ہے ۴- رمّال ہے ۵- سامندرک جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے
۶- کوے وغیرہ کی آواز ۷- حشرات الارض کے بدن پر گرنے ۸- کسی پرندے یا
وحشی چرندے کے دہنے یا بائیں نکل کر جانے ۹- آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے
سے شگون لیتا ہے ۱۰- پانسہ پھینکتا ہے ۱۱- فال دیکھتا ہے ۱۲ حاضرات سے کسی کو
معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے ۱۳- مسمریزم جانتا ہے ۱۴- جادو کی میز
۱۵- روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے ۱۶- قیافہ داں ہے ۱۷- علم زائرجہ
سے واقف ہے ان ذرائع سے اسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے،[1] یہ سب بھی کفر ہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافا او کاھنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما
انزل علی محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رواه احمد

والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی الله تعالیٰ
عنه ولا حمد وابی داود عنه رضی الله تعالیٰ عنه فقد بری
مما نزل علی محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم"۔

۱۸- عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس
طرح رسولوں کو ملتا تھا" یہ اشد کفر ہے "وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا " ۱۹- وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب
اس پر منکشف ہو گئے ہیں، اس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو محیط ہو گیا، یہ یوں کفر ہے کہ
اس نے عمرو کو علم میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دے دی کہ
حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں۔

"قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا
یَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ " (سورۃ الزمر آیۃ ۹)

''کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے
اور انجان۔

من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد
عابه فحکمه حکم الساب (نسیم الریاض)

۲۰- جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں
ظاہراً باطناً کسی طرح کسی رسول انس وملک کی وساطت وتبعیت نہیں،
اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا۔
یہ بھی کفر ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ

[1] یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے ۱۲

رُسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ

(سورۃ آل عمران آیۃ ۱۷۹)

''اوراللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسول سے جسے چاہے''۔

۲۱-عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً بعض غیوب کا علم قطعی اللہ تعالیٰ نے دیا یا دیتا ہے' یہ احتمال خالص اسلام ہے' تو محققین فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط وتحسینِ ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا' نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیصِ شانِ سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف صریح نا قابل تاویل وتوجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو' اب تو اسے کفر نہ کہنا' کفر کو اسلام ماننا ہوگا' اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفاء وبزازیہ' درروبحر ونہر وفتاویٰ خیریہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے' کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہودی منش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اوران کے کلام میں تبدیل وتحریف کرتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (شعراء ۲۲۷)

''اوراب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے''۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا اَن المسالۃ المتعلقۃ بالکفر اِذا کان لھا تسع

وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولیٰ للمفتی والقاضی اَن یعمل بالاحتمال النافی

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

اِذا کانت فی المسالۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی اَن یمیل الی ذٰلک الوجہ ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم أن کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لاینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لایوجب التکفیر۔

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ وبحر الرائق ومجمع الانہر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تا تارخانیہ وبحر وسل الحسام وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے۔

"لایکفر بالمحتمل لان الکفر نھایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نھایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لانھایۃ"

بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہا میں ہے:

والذی تحر رانہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن۔ الخ

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں' مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

فائدہ جلیلہ:

اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاویٰ مثل فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ ورسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواح مشائخ

حاضر وواقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، حکم کفر دیا، اس سے مراد وہی صورتِ کفریہ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علم غیب قطعی یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق بھی پیدا ہو کر اکیس کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعا کفر نہیں۔ بحر الرائق وردالمحتار میں ہے:

"علم من مسائلهم هنا أن من استحل ماحرمه الله تعالٰى على وجه الظن لايكفر وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالا ونظيره ماذكره القرطبي في شرح مسلم إن ظن الغيب جائز كظن المنجم والرمال بوقوع شئي في المستقبل بتجربة أمر عادي فهوظنّ صادق والممنوع ادعاء علم الغيب والظاهر ان ادعاء ظن الغيب حرام لا كفر بخلاف ادعاء العلم اه زاد في البحر الاترى أنهم قالوا في نكاح المحرم لوظن الحل لايحد بالإ جماع ويعزر كما في الظهيرية وغيرها ولم يقل أحد إنه يكفر وكذافي نظائره. اھ

تو کیونکر ممکن کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے جہاں بکثرت احتمالاتِ اسلام موجود ہیں حکم کفر لگائیں لَاجَرَمَ اس سے مراد وہی خاص احتمال کفر ہے مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ، ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقات عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب و زائل ہوں گے اس کی تحقیق جامع الفصولین وردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاویٰ حجہ و تاتار

خانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے۔ نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۔ یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں:

جميع ماوقع في كتب الفتاوى من كلمات صرح المصنفون فيها بالجزم بالكفر يكون الكفر فيها محمولا على إرادة قائلها معنى علّلوابه الكفر واذا لم تكن إرادة قائلها ذلك فلا كفرا مختصرًا

یعنی کتبِ فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔

ضروری تنبیہ:

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذفِ مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں، مبرم و معلق، جیسے قرآن عظیم میں فرمایا: اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ اللّٰہُ ای اَمْرُ اللّٰہِ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفاء شریف میں ہے ادعاؤه التاويل في لفظ صراح يقبل۔ ترجمہ "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا" شرح شفاء قاری میں ہے: هومردود عندالقواعد الشرعية۔ ترجمہ "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے" نسیم الریاض میں ہے لايلتفت لمثله ويعد هذيانا۔ ترجمہ "ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا" اور وہ ہذیان سمجھی

جائے گی'' فتاویٰ خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انار رسول اللہ اوقال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر۔ ترجمہ ''یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کواللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہوجائے گا'' یہ تاویل نہ سنی جائے گی'فلحفظ۔

مکر چہارم: انکار

انکار یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں' تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دیے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمالِ بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجیے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بے چارا بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور آخر ہے کیا یہ دربطن قائل' اس کے جواب کو وہی آیت کریمہ کافی ہے کہ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (توبہ ۷۴) ''خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے کہا حالانکہ بے شک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے' پیچھے کافر ہوگئے''

ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

ان لوگوں کی وہ کتابیں[1] جن میں یہ کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار چھپیں[2] مدتہا مدت سے علمائے اہل سنت نے ان کے رد چھاپے' مواخذے کئے' وہ فتوے[3] جس میں اللہ

[1] یعنی براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وکتب قادیانی وغیرہا۔

[2] براہین قاطعہ وحفظ الایمان ۱۲۔ [3] فتوائے گنگوہی صاحب۔ ۱۲

تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری وتخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے فوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیا تھا سرکارِ مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے' یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا' پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے' نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی وتندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے' لوگ اس کا رڈ چھاپا کریں' زید کو اس کی بناء پر کافر بتایا کریں' زید اس کے بعد پندرہ برس جیئے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے' کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں' نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گڑھ سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموع یکجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشناموں کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں کے سرغنہ[1] کے پاس لے

[1] یعنی تھانوی صاحب ۱۲

گئے، سوالوں پر جو حالت سراسیمگی بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھئے مگر اس وقت بھی نہ ان تحریرات سے انکار ہوسکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کردیجیے تو وہی کہے جاؤں گا۔

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جبھی ۱۵ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ واتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست۔ ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجیے کہ اللہ ورسول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے اس کا علاج کیا ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ حیا دے۔

مکر پنجم:

جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی، کسی طرف مفر نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار نہیں دیتا کہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں بکیں، جو گالیاں دیں، اُن سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں اُن سے رجوع کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذا عملت سیّئة فأحدث عندها توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة

جب تو بدی کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ۔

(رواہ الإمام أحمد فی الزھد والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنه بسند حسن جید)

اور بفحوائے کریمہ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَھَا عِوَجًا (ھود ۱۹) راہِ خدا سے روکنا ضرور ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا، پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم ومغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیۂ کریمہ اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری (۱۳۱۲ھ) لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں اس کا جواب وہ ہے جو:

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ النحل، آیۃ ۱۰۵)

''جھوٹ، بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں

رکھتے''۔

اور فرماتا ہے:

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۃ آل عمران آیۃ ۶۱)

''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں''۔

مسلمانو! اس مکر سخیف وکید ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں، ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت بھی رکھتے ہو، کہاں کہہ دیا؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے، کس پرچے میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآنِ عظیم تمہارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے، مسلمانو!

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (سورۃ النور آیۃ ۱۳)

''تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں''۔

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا کہ ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو منہ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ ''مرتا کیا نہ کرتا'' اب خدا اور رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہل سنت یوہیں بلا وجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔ مسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا کہ من گھڑت کا ثبوت ہی کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (سورۃ النمل آیۃ ۶۴)

۱ گنگوہی و انبیٹھوی اور ان کے اذناب دیوبندی۔۱۲

ان کا ادعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہو گیا۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (النمل ۶۴)

''تم فرماؤ کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو''۔

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالیٰ ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر اُن کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے۔ ثبوت بھی بحمد اللہ تعالیٰ (عَزَّ وَجَلَّ) تحریری، وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا بلکہ سالہا سال کا، جن جن کی تکفیر کا اتہام علمائے اہل سنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہل سنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلماتِ کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ

اوّلاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح ۱۳۰۷ھ، دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوارِ محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر (۷۵) وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبه یفتی وعلیه الفتوٰی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔

ثانیاً الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة ۱۳۱۲ھ دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلۂ قرآنِ مجید واحادیث صحیحہ وتصریحاتِ ائمہ سے بحوالہ صفحاتِ کتب معتمدہ اس پر ستر وجہ بلکہ زائد سے لزومِ

کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے) کفِ لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ ومختار ومناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ثالثاً سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ ۱۳۱۲ھ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد چھپا، اس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہِ قاہرہ لزومِ کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر وشرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدتِ غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے، اھ مختصراً۔

رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار ۱۳۱۶ھ دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم آباد سے چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔

خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اٹھتر (۷۸) وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحٰن السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشا اللہ حاشا اللہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر

پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان[1] جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔

فان الاسلام یعلو ولایعلی

مسلمانو مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر تکفیر کا افترا کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے قطعاً حق فرماتے ہیں اذالم تستحي فاصنع ماشئت جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر ؎

بے حیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا

[1] جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۰ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک میں شریک اہل السلام ہوتے۔ ۱۲

وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر (۷۰) وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک کہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر (۷۸) وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی؟ حاشاللہ مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خدا اور رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریاتِ دین و دشنام دہی رب العلمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شك فی عذابه و کفره فقد کفر۔ ''جو ایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے'' اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔

تمہارا ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

''اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا''۔ (بنی اسرائیل ۸۱)

اور فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرۃ آیۃ ۲۵۶)

''کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے''۔

یہاں چار مرحلے تھے:

۱- جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ ورسول جل وعلاء وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ودشنام تھا۔

۲- اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

۳- جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔

۴- جو عذر ومکر جہال وضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل ونارواو پادر ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح روشن ہوگئے جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت وسعادت سرمدی، دوسری طرف شقاوت وجہنم ابدی ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے۔ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہٰذا اپنے بھائیوں کی زیادتِ اطمینان کو مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی وخوش اسلوبی وجوشِ دینی سے ان

عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین ۱۳۲۴ھ میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اُردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام وتصدیقاتِ اعلام ۱۳۲۵ھ جلوہ گر۔

الٰہی! اسلامی بھائیوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرما اور ضد ونفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید وعمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا، آمین، آمین، آمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ ط



مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com